حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ؒ کے گمنام خلیفہ حافظ عبدالنبی ؒ

(۲)

جناب۔ مسعود انور علوی (ایم اے علیگ)

موصوف نے بیان فرمایا کہ میں نے ایک شب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا جب میں نے قدم بوسی کرنا چاہی تو دیکھا کہ میرے حضرت اقدس ہیں[۱۱]

انھیں کا بیان ہے کہ حضرت اقدس کا معمول تھا کہ عشاء کی نماز بعد اخذ فیض کرنے والوں پر توجہ ڈالتے تھے۔ ایک رات کسی اہم کام کے سلسلے میں آپ کو عجلت ہوئی اور توجہ کا وقت کم تھا اس وقت اس غلام کی طرف متوجہ ہو کر ایسی توجہ کی کہ میں نے دیکھا جیسے مجھ میں ایک گرہ پڑی تھی جو آپ کی توجہ خاص سے کھل گئی اور میرے جسم سے میری روح باہر نکل آئی تو دیکھا تو ایک نور متعین تھا۔ بدن کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ محض خالی اور تاریک بے نور ہے یا بوسیدہ کپڑے کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس وقت مجھ پر ایک ذوقی حالت طاری ہو گئی اور یہ تمنا ہوئی کہ کاش اب جسم عنصری میں دوبارہ واپسی نہ ہو۔ تقریباً ۲ ساعت یہی کیفیت رہی پھر میں نے دیکھا کہ وہ روح میں دوبارہ بدن میں ضم ہو کر آب مکدر کی طرح ہو گئی[۱۲]

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

همدراں ایام کہ فوج مغلیہ نزدیک قریۂ پھلت رسید بہ ایں خبر وحشت اثر ہمہ مخلصاں مضطرب خاطر شدند چوں شب شد بعد نماز عشا وقت خلوت بجناب حضرت ایشاں عرض داشتم کہ حال پھلت چہ خواہد شد از زبان کرامت بیان فرمودند کہ پھلت را ہیچ وسواس نیست وہم چناں بخال کبیر خود ایں ارقام فرمودند کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہمہ احباب آں جناب از جمیع آفات محفوظ و مصون باشند پس ہم چناں واقع شد کہ باوجود آنکہ جنگ قریب آبادی قریہ مذکورہ اتفاق افتاد و از اطراف و جوانب عالمے بقتل رسانید و بغاوت رفت ایں قریہ بہمہ وجوہ محفوظ ماند[۱۳]

جب مغلیہ فوج پھلت کے نزدیک پہنچی تو اس وحشت ناک خبر سے تمام مخلصین نہایت پریشان ہوئے۔ بعد نماز عشا جب تنہائی ہوئی تو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور اب پھلت کا کیا ہوگا۔ ارشاد فرمایا پریشان نہ ہو پھلت کے لیے کوئی فکر کرنے کی ضرورت نہیں اور یہی عبارت اپنے بڑے ماموں صاحب (شیخ عبید اللہ صدیقیؒ) کو بھی تحریر فرمائی کہ انشاء اللہ وہاں کے متعلقین ہر قسم کے آفات و مصائب سے محفوظ رہیں گے۔ اور یہی واقع بھی ہوا کہ باوجود اس کے کہ قصبہ کی آبادی کے قریب برابر جنگ ہوتی رہی اور اطراف و جوانب کے بے شمار لوگ مقتول ہوئے لیکن یہ قصبہ ہر طرح سے محفوظ رہا۔

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

روزے یوم التعطیل بود و درس مشکوٰۃ بسے مردم بحضور حضرت ایشاں حاضر بودند سخن در ذبیحہ شیعہ افتاد فرمودند کہ اہل قبلہ اند ذبیحۂ ایشاں درست است باز فرمودند کہ درباب شیعہ چیزے مارا معلوم شدہ،

ایک بار چھٹی کے روز مشکوٰۃ شریف کے درس کے وقت بہت سے لوگ خدمتِ اقدس میں حاضر تھے۔ دوران گفتگو شیعہ کے ذبیحہ پر بات نکلی فرمایا کہ بہرحال وہ اہل قبلہ ہیں ان کا ذبیحہ جائز ہے پھر فرمایا کہ لفظ

است کہ بجناب آں حضرتؐ سوال کردہ شد از آں جناب ارشد کہ از تامل در لفظ امام کیفیت آں واضح می شود ناقل گوید کہ من در وقت تکلم بایں کلمات بچشم سر دیدم نورے از سینۂ مبارک شاں ظاہر شد چنانچہ آفتاب از ابر برآید و شعاع آں تمام در و دیوار را روشن می سازد ہمچنیں آں نور منتشر گردید و تمام اہل مجلس در گرفت و ہمہ را منور گردانید و باہم محیط شد و تمام قلق و کدورتے در دلِ ما بود ہمہ را زائل ساخت و ایں از قبیلہ ادراک قلبی نہ بود بلکہ مشاہدہ برای العین۔ والحمد للہ علی ذالک شئ

امام پر غور کرنے سے ایک بات مجھے معلوم ہوئی اور وہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ امامؑ کے لفظ پر غور کرنے سے اس کی کیفیت واضح ہو جاتی ہے، میں اس وقت اپنی انھیں آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ ایک نور آپ کے سینۂ مبارک سے نکلا، جیسے ابر سے آفتاب نکلتا ہے اور اس کی شعاعیں در و دیوار کو منور کر دیتی ہیں بالکل اسی طرح اس نور نے منتشر ہو کر تمام اہل مجلس کو اپنے حلقہ میں لے لیا اور سب کو منور کر کے باہم محیط ہو گیا یہ دیکھ کر ہمارے دلوں میں بیٹھی ہوئی ساری کدورت ختم ہو گئی الحمد للہ یہ ادراک قلبی نہیں بلکہ عین مشاہدہ تھا۔

غرضکہ شب و روز، قدم بہ قدم، دم بہ دم خلوت و جلوت میں مرشد برحق کے پہلو بہ پہلو اور دوش بدوش رہے اور آپ کے کمالات ظاہری و باطنی اخذ کرنے میں پیش پیش رہے جیسا ان کے واقعات سے ظاہر ہے۔

ایک بار بعد نماز فجر مراقبہ کے وقت مرشد برحق کے حضور میں باریاب ہوتے ہیں اور تجلّی الٰہی کا جیسا مشاہدہ کرتے ہیں وہ انھیں کی زبان سے سنئے:

"ایک روز حضرت اقدس بعد نماز فجر مراقب تھے میں مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا

کہ خلافِ معمول آپ کی چشمہائے مبارک کھلی ہوئی ہیں۔ دستِ مبارک میں تسبیح ہے اور جبین مبارک سے لاتعداد انوار تاباں و درخشاں ہیں نیز آپ کے تمام اعضا پر ایک جوش طاری ہے۔ میں اس ذاتِ الٰہی کے نور کی کیفیت کیا بیان کروں کہ وہ اپنی عظمت و بزرگی اور شان و شوکت میں کیسا مجسم تھا کہ کسی طرح اس کی تعریف ہو ہی نہیں سکتی گو کہ بیشتر انوار کے اقسام میں جانتا ہوں اور ان سے آشنا بھی ہوں لیکن جس قسم کے انوار کا مشاہدہ مجھے اس وقت ہوا کبھی نہ ہوا تھا اس کی حدت و تیزی کا یہ حال تھا کہ ایک بار کے بعد تابِ نظارہ نہ تھی۔ اس وقت یہ خوف ہوا کہ صورتِ حال اگر یہی رہی تو آئندہ حضوری کا امکان ہی نہ رہے گا۔ اس وقت یہ معلوم ہوا کہ آپ کی دعا جس کسی کے حق میں بھی مبذول ہو برکات کثیرہ رکھتی ہے اگر وہ وقت قبولیت دعا کا ہے تو کیا کہنا ایک بار ہی دعا کر دینا کافی ہے جو مدعولہٗ کا اپنی تمام تر برکتوں سے احاطہ کر لیتی ہے جو اسے محسوس بھی ہوتا ہے اور اگر سعادتِ ازلی کسی شخص کی رہبر ہو جائے تو ان کے دل میں اس کی طرف سے جاگزیں ہو جاتی ہے ایسا کہ اس کی خوبیاں خاطر مبارک میں صدہا بار گذرتی ہیں اور اس کا مطلب و مقصد آپ کے قلب مبارک میں جاگزیں ہوتا ہے اور یہ چیز اس کے مقصد برآری میں ایک قوی سبب ہو جاتی ہے اور جو شخص آپ کی نظر پر چڑھ جائے تو اس کی خوش نصیبی کا کیا کہنا اگر تانبا ہو تب بھی سونا ہو جائے۔ لیکن شرط اول یہ ہے کہ وہ خود آپ کے دلِ فیض منزل میں جاگزیں ہو جائے۔ اور طریقت کے اصول میں مشغول اور آنجناب کی محبت میں شغف کامل حاصل ہو اور افاضہ کا منتظر ہو اور کسی ایسی چیز کے لئے اپنے کو آمادہ کرے جس کی وجہ سے خاطر شریف میں قبولیت پیدا ہو جائے۔[21]

ایک جگہ بیان فرماتے ہیں کہ:

ہم دراں ایام پسرِ من بہ علت چیچک مبتلا شد و مرض بروے بشدت تمام غلبہ نمود	انہیں دنوں میرا ایک لڑکا چیچک میں مبتلا ہو گیا مرض اتنا طول پکڑ گیا اور حالت اتنی

پس مضطرب شدہ بجانب حضرت ایشاں التجا
کردم بحسب اقتراح ما تعویذے عنایت فرمودند
پس شفا یافت باز بار دیگر بآں مرض مبتلا گردید
تا آنکہ روزے دیدم کہ در وے جانے نماند
وظن من روح از وے مفارقت نمودہ ازیں
جہت اضطراب سخت گلوگیر من شد تاکہ گریاں
واشک ریزاں بحضور کرامت حضرت ایشاں
آمدم وطاقت اظہار آں نداشتم چوں حالت
ما ملاحظہ فرمودند تالم تمام بخاطر مبارک
راہ یافت باز تعویذ نوشتہ عنایت فرمودند
پس بہ برکت آں بعد دو سہ ساعت حس و
حرکت در وے ظاہر شد پس شفائے کامل
یافت

زار ہوگئی کہ میں بے قرار ہوگیا اور خدمت
اقدس میں حاضر ہو کر توجہ کا طالب ہوا آپ
نے دست مبارک سے ایک تعویذ لکھ کر
عنایت فرمایا جس کی برکت سے اس
نے شفا پائی ۔ پھر دوبارہ اسی مرض میں مبتلا
ہوا ۔ ایک روز حالت اتنی غیر ہوگئی کہ زندگی
کی کوئی امید باقی نہ رہی ۔ میں یہ دیکھ کر روتا
دھوتا خدمت اقدس میں مضطرب و بے قرار
حاضر ہوا حال یہ تھا کہ شدت غم میں منہ سے
آواز نہ نکل رہی تھی ۔ آپ میری حالت ملاحظہ
فرما کر حد درجہ غمگین و رنجیدہ ہوئے اور دوبارہ
تعویذ لکھ کر مرحمت فرمایا ۔ الحمد للہ اس کی
برکت سے دو ہی تین ساعت بعد اس میں
جنبش پیدا ہوئی اور وہ بالکل اچھا
ہوگیا ۔

موصوف نے بیان فرمایا کہ ایک واقعہ میں میں نے دیکھا کہ بازاروں اور گلی کوچوں میں
مجھ سے اور بہت سے سوار اس طرح گشت کر رہے ہیں جیسے بادشاہ بغرض شکار و سیر و
تفریح نکلتا ہے ۔ میں نے ایک سوار سے اس مجمع کے بارے میں دریافت کیا اس نے
کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شاہ ولی اللہ کو دیکھنے کے لئے تشریف لا رہے ہیں ۔
مجھے یہ سن کر بے انتہا خوشی ہوئی کہ اللہ اللہ مجھے دولت دیدار شب و روز حاصل
ہے پھر بھی میں اس کی قدر نہیں کرتا پھر میں بصد اشتیاق آپ کے دیدار پُر انوار سے

مشرف ہونے کے لیے اٹھا کہ میری آنکھ کھل گئی ۔

نیز انھوں نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ :

بارے وقت شام جوع بر من غلبہ کرد و طعامے میسر نیامد چوں وقت عشا رسید نزد آشنائے کہ بر مسافتے از مقام من می ماند بتوقع مواسات رفتم و نماز عشا ہمراہ وے گذاردم ، او بحال من نہ پرداخت پس نفس خود را ملامت کردم کہ عبث مرا در حرکت لغو انداختی متصل ایں خطرہ سرورے بے نہایت روئے نمود و استغنا از طعام حاصل شد پس چوں از آنجا باز گشتم گذر من بر خانہ امیرے افتاد و حشم و خدم وے بہ نظر آمد بہ دل گذشت کہ سبحان اللہ یکے را ایں دولت ست و مارا چہ خود قوت ہم بہم نمی رسد دریں خطرہ بودم کہ حالتے بین الیقظۃ و النوم طاری شد ۔ دیدم جائے است کہ عذاب و غضب خدائے تعالیٰ دراں نازل شدہ گویا در صورت طاوسہا از ہوا فرود می آیند و سکان و مردمان بہ منقار گوشت ایشاں را بریدہ می خورند چناں ہمانکہ نمی میرند و نمی زیند دریں

ایک بار شام کے وقت بھوک نے مجھ پر غلبہ کیا اور کھانا میسر نہ آیا جب عشا کا وقت ہوا تو اپنے ایک دوست کے پاس جو میرے گھر سے تھوڑے فاصلہ پر رہتا تھا مدد کی امید لے کر گیا ۔ نماز عشا اسی کے ساتھ پڑھی جب اس نے میری طرف کوئی توجہ نہ کی تو میں نے اپنے آپ کو ملامت کی کہ بلا وجہ مجھے اس لغو حرکت میں ڈالا خطرہ کے آتے ہی بے انتہا سرور پیدا ہوا کھانے سے بے نیازی ہوگئی اور بھوک غائب ہوگئی وہاں سے واپسی پر ایک امیر کے گھر کی طرف سے گذر ہوا اور اس کا جاہ و حشم و خدم نظر آیا یہ دیکھ کر دل میں یہ خیال آیا کہ سبحان اللہ ایک کے لئے تو یہ دولت و نعمت ہے اور یہاں یہ حال ہے کہ اپنا ہی پیٹ پالنا مشکل ہے اس خطرہ کا آنا تھا کہ نیند اور بیداری کے درمیان کی حالت طاری ہوئی ۔ دیکھا کہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا عذاب و غضب نازل ہو رہا ہے اور وہ عذاب و غضب بصورت

حال رُخ باین فقیر کردہ قصد نمودند پس حکم شد کہ ایں اہل دنیا نیست ازیں مزاحمت نہ نمایند و آنہا اہل دنیا بودند پس رُوئے از من گردانیدند در آں وقت توبہ کردم کہ باز خواہشِ دنیا نہ کنم و بطریق الہام ظاہر شد کہ ہر کہ ایں درود را بخواند از عذاب دوزخ نجات یابد اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُنْہِ کُنْ فَیَکُوْن ؕ

طاؤس ہوا سے اُتر رہے ہیں اور وہاں کے باشندوں کا گوشت اپنی چونچوں سے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں اس طرح کہ نہ وہ مرتے ہیں نہ جیتے ہیں اسی حالت میں اس فقیر کی طرف رخ کیا حکم ہوا کہ یہ اہل دنیا میں نہیں ہے اس سے کوئی مزاحمت نہ کرو، وہ لوگ اہل دنیا تھے یہ سن کر ان طاؤسوں نے مجھ سے منھ پھیر لیا۔ اس وقت میں نے توبہ کی کہ آئندہ دنیا کی خواہش نہ کروں گا اور اسی وقت یہ الہام ہوا کہ جو شخص یہ درود پڑھے عذاب دوزخ سے نجات پاوے اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ بعدد کُنْہِ کُنْ فَیَکُوْنُ۔

موصوف نے یہ واقعہ بھی بیان کیا کہ ایک مجذوب ایک نانبائی کی دوکان پر بیٹھا رہتا تھا اور کسی سے بات چیت نہیں کرتا تھا۔ اس کی موت کے بعد ایک واقعہ میں میں نے دیکھا کہ اس کے سامنے ساز و سرود رکھے ہوئے ہیں اور وہ نانبائی سے اس کے بجانے کو کہہ رہا ہے۔ نانبائی اس کے کہنے کے مطابق اسے بجانے لگا۔ مجذوب کو غصہ آگیا اور ساز اس سے یہ کہہ کر چھین لیا کہ تو بجانا نہیں جانتا اور خود بجانے لگا اور ایک دوہرہ ہندی میں جس کے معنی نفی و اثبات ہیں گانے لگا ایسا کہ نفی کے وقت وہ خود فنا ہو جاتا اور ذاتِ حق اس میں اس طرح متجلی ہو جاتی کہ اس کی ناف سے لے کر

سرتک شعلے لپکتے تھے۔ یہ حالت دکھاکر مجھ کو سمجھایا کہ دیکھو ذکر جہر اس طرح کرنا چاہئے کہ جس وقت تم نفی کرو تو فنا ہو جاؤ اور صرف وجودِ حق باقی رہ جائے۔ پھر یہ کیفیت مجھ میں منتقل ہوگئی اس کے بعد میں نے بارہا اسی طریقہ سے ذکر کیا۔[۱۹]

حضرت اقدس قدس سرہٗ کے آئینہ کمال و خلیفہ اعظم صاحب القول الجلی فرماتے ہیں کہ ۲۸ رمضان وقت دوپہر میں درِ خلوت پر منتظرِ اجازت بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے حجرۂ مبارکہ کا دروازہ کھول کر اندر طلب فرمایا اور میرے داخل ہونے کے بعد دروازہ کو بدستور بند کر دیا۔ جیسے ہی میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ پر ایک استغراق عظیم طاری ہوا۔ آپ کے اس پرتو کا اثر مجھ پر بھی ایسا پڑا کہ ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی۔ اس وقت نقطۂ ذاتیہ جامعہ کمالات اسمائیہ و صفاتیہ کے کچھ نہ تھا۔ نہ غیر و غیرت اور نہ عین و عینیت کا نام و نشان تھا۔ اسی اثنا میں حافظ عبدالرحمٰن نے مسجد میں احسن القصص یعنی سورۂ یوسف انتہائی پر درد آواز میں پڑھنا شروع کی۔ ان کی آواز کا کانوں میں پہنچنا تھا کہ اس بحر ذخار (ذات اقدس) میں ایک تلاطم برپا ہوا جو رفتہ رفتہ بڑھ کر موجیں مارنے لگا ان کی آواز کانوں میں رس گھول رہی تھی اور قلوب کو گرما رہی تھی۔ جب موصوف اس آیۃ کریمہ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْآخِرَۃِ پر پہنچے اور اس کی تکرار شروع کی تو اس معرفت و حقیقت کے بحر مواج میں ایسا جوش و خروش و تلاطم پیدا ہوا جو بیان ہی نہیں ہو سکتا۔ اور اس عاجز کو بھی بطرز خاص ایک عجیب و غریب کیفیت عطا فرمائی نیز مقام وجد عطا فرمایا اور یہ حال و استغراق تقریباً ایک پہر رہا۔ میں کیا بتاؤں وہ کیا چیز تھی کیا کیفیت تھی اور کیسا استغراق تھا۔ سوا اس کے کہ جب تک اس مقام پر فائز نہ ہوا جائے اس کا ادراک ہی نہیں کیا جا سکتا ع

ذوقِ ایں مے نہ شناسی بخدا نہ چشی

حافظ صاحب موصوف نے فرمایا کہ ماہِ رمضان المبارک کی چھبیسویں شب کو بعد نماز

مغرب حسب معمول دعا مانگ رہا تھا اچانک میں نے دیکھا کہ حالِ شب دگرگوں ہوگیا اور جسم میں ایک تغیر ظاہر ہوا جس کی وجہ سے دعا میں ایک عجیب قسم کی حلاوت و طمانیت۔ پھر عشا کے وقت نمازِ فرض اور تراویح میں اپنے قلب میں رقت و سرور اور تمام لطائف میں آرام و سکون محسوس ہوا لیکن رقت و سرور پیش دستی کر رہا تھا۔ نماز سے فارغ ہو کر جب مرشد برحق کی خدمت میں حاضر ہوا تو دل میں آیا کہ حضرت اقدس سے یہ استفسار کروں کہ کیفیت و سرور اور رقت قلب کسی ستارہ سے منسوب ہیں۔ لیکن عرض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ پھر اسی وقت اس رات کی کیفیت میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ ہیئت فلکی منحس و مسعود ہے اور آثارِ افلاک و نجوم بلکہ ان سب کے آثارِ ارواح بالذات ظہور کرتے ہیں اور تجلی اعظم کی توجہ افلاک کے ضمن میں اس کی مقتضی ہے کہ روحانیات مستحسنہ کو پیدا کرے اور ساری رات جب بھی میں نے غور کیا یہی عالم پایا کہ اسی ہیئت سے امورِ خیر متولد ہوئے اور اجمالاً ان سب کی صورتوں کو میں دیکھتا تھا اور صبح کے وقت روحانیات کا ظہور اور زائد ہوگیا۔ اور ان کو حضرت تجلی اعظم نے سعادت کے ساتھ منضم کر کے غلبہ بخشا پھر میں کلیتاً دعا میں مشغول ہوا۔ اور حضرت ولی نعمت دامت برکاتہم اور آپ کے اصحاب رفیع الدرجاتہم کی نعمت کے شکرانہ میں دعا گوئی میں مشغول ہوگیا۔ اسی ضمن میں جب میں نے خواجہ محمد امین کا نام لیا تو دیکھا کہ معانی در معانی ان کا احاطہ کئے ہوئے ہیں اور وہ میری دعا سے مستغنی ہیں، اسی شب علوم و ادراکات کی قوتوں کا حدوث و بلوغ بہ کمال مشاہدہ ہوا اور اس وقت یہ معلوم ہوا کہ ایک دوسری عظیم القدر رات بھی اس ماہ میں باقی ہے لیکن بسبب اخفا یہ واضح نہ ہوا کہ اس کی برکات کس قسم کی ہوں گی۔[۲۸]

نیز موصوف نے تحریر فرمایا کہ ایک بار یہ معلوم ہوا کہ ان ایام میں جو لوگ بیمار ہو گئے ہیں ان کا بہترین علاج یہ ہے کہ بارگاہ رب العزت میں "اسم سلام" کے ذریعہ التجا و رجوع کریں اور اس کے اعداد ایک دائرہ میں کر کے (تعویذ بنا کر) اپنے پاس

رکھیں۔ اس کا رکھنا اور دیکھنا مقابلہ پڑھنے کے زائد مفید ہوگا۔ چوں کہ پڑھنے میں ایک مکمل مناسبت ہونا چاہیئے اور وہ دیر میں میسر ہوتی ہے۔ الحاصل ایسی چیز عمل میں لائیں کہ اسم سلام کے قویٰ اس کی ذات کے مطابق خاکی ہوں۔ اور اس کے مشابہ اور مظہر ہوں اور اس کو مثلث، مربع اور مخمس شکلوں میں لکھنے سے اسم سلام کا موکل اسے قبول نہیں کرتا لہٰذا اس کے اعداد مدور دائرہ میں اس صورت سے ⊖ لکھنا چاہیئیں۔ اس دائرہ سے مراد یہ ہے کہ گویا اس اسم کے معنی آسمان سے اترتے ہیں اور اگر سات تک دائرہ کھینچ کر اس میں اعداد بھرے جائیں تو اور زائد بہتر ہے اور پہنے، گھر میں لگانے اور گلے میں باندھنے میں بھی بہت مفید ہے۔ اگر مال و متاع کی حفاظت کے لئے اس میں رکھیں تو محفوظ رہے آگ سے بھی اس اسم کے ذریعہ پناہ ڈھونڈھنا چاہیئے۔ اور اگر کوئی جست کی انگوٹھی کندہ کراکر ہاتھ میں پہنے تو بھی یہی فوائد حاصل ہوں گے۔ اگر اس اسم کے اعداد سو بار صبح کے وقت اور اسی قدر عصر کے بعد سے عشا کے وقت تک اوقات کی پابندی کر کے لکھے جائیں تو اس کی برکت سے ایک عالم بلاؤں سے محفوظ رہے گا اور اسم سلام کا توسل تدبیر کلی کو متحرک کر دیتا ہے نیز اس کا توسل حقیقت تک پہنچا دیتا ہے الخ وغیرہ وغیرہ۔

اس کے بعد آپ نے تفصیل سے تراکیب تحریر فرمائے ہیں کہ جس وقت اسماء جمالی کے ظہورات پر اسماء جلالی (قہری) کے ظہورات کا غلبہ ہو تو کس طرح اپنے جمالی صفات اعمال کے وسیلہ سے اسماء جلالی کے موکلین کو انجذاب کر کے اور اپنی طرف متوجہ کر کے قہری حالات کو جمالی حالات میں متغیر و متبدل کیا جاسکتا ہے۔

آپ کی تاریخ و سن وفات کے بارہ میں کچھ پتہ نہیں چلتا کہ کب ہوئی اور کیا اسباب ہوئے لیکن خواجہ محمد امین کشمیری ولی اللّٰہی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مرشد برحق کی حیات ہی میں وفات پا گئے تھے۔

خواجہ محمد امینؒ بیان کرتے تھے کہ حافظ صاحب موصوف کی وفات کے بعد حضرت اقدس ان کے حجرہ میں اکثر نشست فرمایا کرتے تھے۔ خیال ہوا کہ شاید اتفاقاً اس حجرہ میں آپ کی نشست ہوتی ہے۔ ایک دن آپ نے ارشاد فرمایا کہ چوں کہ ملائکہ کی ارواح اس حجرہ سے (حافظ صاحب کے) خاص اُنس رکھتی ہیں اسی لئے دل خود بہ خود اس کی طرف کھنچتا ہے اور بے اختیار یہ دل چاہتا ہے کہ اوراد و وظائف پڑھے جائیں کیوں کہ بیشتر ملائکہ ذکر زبانی سے الفت رکھتے ہیں۔ اگر اس سلسلہ میں تھوڑی سی بھی غفلت برتی جائے تو ان کا انس وحشت میں تبدیل ہو جاتا ہے لہذا اس جگہ اوراد و وظائف میں مشغول ہونا اس لئے ضروری ہے کہ ان کا میل اسی کا متقضی ہے۔

حوالہ جات:

(۱۱) ص : ۶۱ (۱۲) ص : ۶۹

(۱۳) " : ۸۷

(۱۴) تفہیمات الٰہیہ میں ہے کہ وَلَمَّا أَفَقْتُ عَرَفْتُ أَنَّ الامامَ عندَهُم هو المعصوم المفترض طاعته الموحی الیہ وَحیا باطنیا و هذا هو معنی النبی فمذ هبهم یستلزم انکار ختم النبوۃ۔ یعنی جب مجھے اس کیفیت سے افاقہ ہوا تو معلوم ہوا کہ شیعہ کے نزدیک امام وہ ہے جو معصوم اور مفترض الطاعت ہو اس پر باطنی وحی آتی ہو یہی معنی نبی ہونے کا ہے تو اُن کا مذہب دراصل ختم نبوت کے انکار کو مستلزم ہے۔

(۱۵) ص : ۹۵

(۱۶) ص : ۹ - ۱۰۸ (۱۷) ص : ۱۰۰

(۱۸) ص : ۴ - ۴۵۳ (۱۹) ص : ۴۵۵

(۲۰) ص : ۸ - ۴۵۷ (۲۱) ص : ۴۵۹